مؤلف محمد عبدالحق انصاری سب کے شکریے کے مستحق ہیں کہ انہوں نے نہ صرف حضرت مجدد کے مکاتیب کو چھانا پھٹکا اور ایک ہی موضوع سے متعلق دس دس جگہ بکھرے ہوئے نکات کو جمع کیا، بلکہ حضرت مجدد کے خیالات کا تجزیہ کرنے اور قارئین کے لیے قابلِ فہم بنانے میں بڑی قابلیت کا ثبوت دیا۔ یہ کتاب اسلامی لٹریچر میں نہایت قیمتی اضافہ ہے۔

علامہ سید سلیمان ندوی اور حیدرآباد آصفی

از مولینا غلام محمد۔ ناشر: بہادر یار جنگ اکادمی۔ سراج الدولہ روڈ بہادر آباد کراچی۔ صفحات: ۱۰۴۔ قیمت: -/۲۰ روپے

نواب بہادر یار جنگ کا نام ہی فکر و عمل کی تیز رَو پیدا کر دینے والا ہے۔ اسی نسبت سے بہادر یار جنگ اکادمی نہایت اچھا اور وسیع کام کر رہی ہے۔ ہال ہے، اجتماع گاہ ہے، لائبریری ہے اور دارالاشاعت ہے۔ ایسے ادارے قوم کی بڑی دولت ہیں۔

سفید کاغذ پر چھپی ہوئی چھوٹی سی اس کتاب میں اہم مواد اتنا ہے کہ "ظرف مطبوعات" میں اس کے دسویں حصے کی سمائی بھی نہیں۔ علامہ سید سلیمان ندوی جیسی درخشاں اسلامی اور علمی شخصیت کی کئی تجلیات اس میں محفوظ ہیں۔ انہوں نے حیدرآباد کے سات سفر (مارچ ۱۹۱۱ء تا دسمبر ۱۹۴۴ء) کیے جن میں سے ہر سفر علمی و تعلیمی نوعیت رکھتا تھا۔ حضرت علامہ نے دارالمصنفین کی مشہور سیرت کی پیش کش آصف سابع کے سامنے کی اور پھر اس حکمران سے بڑے گہرے تعلقات نے نشوونما پائی۔ علامہ نے تقاریر کے علاوہ تعلیمی اور قانونی امور میں بھی معاونت کی۔ خاص خاص اداروں سے دلچسپی لی۔ سید صاحب کے اثرات سے نماز کے اندر کے جزئی اختلافات پر ردّوکد کے انسداد کا شاہی حکم جاری ہوا۔ سنی، شیعہ قضیہ کو دُور کرنے اور راہِ اشتراک نکالنے کے لیے فرمانروا نے علماء سے استصواب کیا تو جواب ملا کہ "حق و باطل کے درمیان کوئی راہِ اشتراک نہیں نکالی جاسکتی"۔ بات ختم ہوگئی۔ کتاب میں علامہ صاحب کے اس دائرہ تعلقات کا ذکر ہے جو حیدرآباد میں پھیلا رہا۔ کئی ضیافتوں اور ملاقاتوں کا ذکر ہے۔ حیدرآباد کی تاریخ اور علامہ ندوی کی سوانح کو سمجھنے کے لیے اسے پڑھنا ضروری ہے۔ ہم یہاں اس اجمال کی حد سے آگے نہیں جاسکتے۔